سحر و صابئیت تاریخ کی روشنی میں

مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی فاضل دیوبند

(۴)

سحرِ بابل امام ابوبکر اقسام سحر کے ذیل میں فرماتے ہیں :-

منہا سحر اہل بابل الذین ذکرھم اللہ تعالیٰ فی قولہ یعلمون الناس السحر و ما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت ۔

سحر کی ایک قسم، اہل بابل کا سحر ہے جن کا ذکر اللہ پاک نے اس آیت میں فرمایا ہے "شیاطین لوگوں کو سحر اور وہ جادو سکھلاتے ہیں جو بابل میں ہاروت ماروت نامی دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا"

گذشتہ بیانات میں ہم عرض کرچکے ہیں کہ سحر ارواح اور کواکب کی پرستش کی پیداوار ہے چنانچہ امام موصوف فرماتے ہیں

"جادوگروں کی اُن تمام خلاف عقل باتوں کو عوام قبول کرلیتے تھے۔ کیونکہ وہ کواکب کے پرستار تھے۔ جس چیز میں کواکب کے احترام و تعظیم کا نام آجاتا اُس کو وہ مانتے۔ جادوگر اس پردہ میں اپنی شعبدہ بازی سے عوام کو ان باتوں کا یقین دلادیتے اور دعویٰ کرتے کہ وہی شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور مُراد کو پہنچ سکتا ہے جو ہماری باتوں پر یقین رکھے اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اُس کی تصدیق کرے۔ اس زمانہ کے بادشاہ بھی کچھ گرفت نہیں کرتے تھے بلکہ جادوگروں کا اُن کے دربار میں بڑا وقار رہتا کیونکہ ان کو عوام میں بڑا رسوخ اور اثر حاصل تھا اور وہ

اُن سے خائف رہتے تھے اور خود بادشاہ بھی کواکب پرست ہونے کی وجہ سے اس زمانہ میں جادوگروں کی باتوں کو سچا سمجھتے تھے"۔

غرض بابل اور اس کے گردوپیش کے بلاد و امصار کی ساحری، کواکب پرستی یا بالفاظ دیگر صابئیت کی رہینِ منت تھی۔ جادوگروں کے لیے یہ عقیدۂ صابئیت بہت معین و مددگار تھا اور اس کے ذریعہ تمام فنون سحر و شعبدہ بازی کو وہ کام میں لاتے تھے اور لوگ باور کرتے تھے۔

امام موصوف ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

"یہ تو خاص سحرِ بابل ہے اس کے علاوہ باقی تمام اقسام سحر و شعبدہ و نیرنجات بھی وہ استعمال کرتے تھے اور ان سب کو کواکب کی طرف منسوب کرتے، اور لوگوں کو فریب دیتے تھے تاکہ وہ اس عقیدتمندی کی وجہ سے کھود کرید نہ کریں اور مان لیں"۔

امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:۔

سحر کی قسم اوّل کلدانیین و کسدانیین کا سحر ہے یہ ایک بہت قدیم الایام قوم ہے یہ لوگ تاروں کی پرستش کرتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ یہی ستارے اس تمام عالم کا انتظام کرتے ہیں اور انہی سے اچھائیاں اور برائیاں نیز سعادت و نحوست صادر ہوتی ہے یہی لوگ ہیں جن کی طرف ابراہیم علیہ السلام کو ان کے نظریہ کے ابطال اور اعتقاد کی تردید کرنے کے لیے بھیجا گیا۔

علامہ ابن خلدون مقدمہ میں فرماتے ہیں:۔

"اہل بابل یعنی کلدانیین کے ہاں جو بلحاظ نسل نبطیین و سریانیین ہیں، سحر کا وجود بہت زیادہ ہے قرآن کریم کا بیان بھی یہی ہے اور تاریخی روایات بھی اس کی شاہد ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے زمانہ میں تو بابل و مصر میں سحر کا بازار بہت گرم تھا۔

ہاروت و ماروت اور چاہِ بابل

بابل کے ساتھ سحر کا تعلق قرآنِ حکیم سے بھی مفہوم ہوتا ہے، چنانچہ قرآنِ حکیم حضرت سلیمان علیہ السلام کو سحر سے بری اور اس کے برعکس شیاطینِ جن و انس کو سحر کا مرتکب و معلم قرار دیتا ہے اور اس کے ذیل میں سحر کے مولد و منشا کی طرف بھی اشارہ فرماتا ہے۔

وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا	سلیمان نے تو کفر نہیں کیا لیکن شیاطین نے بیشک کفر کیا کیونکہ
یعلمون الناس السحر وما انزل علی	وہ لوگوں کو سحر اور وہ جادو سکھلاتے ہیں جو بابل میں ہاروت و
الملکین ببابل ھاروت وماروت	ماروت نامی دو فرشتوں (یا فرشتہ صفت بادشاہوں) پر نازل
	کیا گیا یعنی دیا گیا تھا

لفظ ملکین میں مشہور قرأۃ بفتح لام بمعنی فرشتہ ہے اور شاذ قرأۃ جس کے راوی حضرت ابن عباس، حسن، ابوالاسود اور ضحاک وغیرہ ہیں، بکسر لام بمعنی بادشاہ ہے اور ھاروت وماروت ملکین کا عطف بیان ہے یعنی یہ ان دونوں کے نام یا لقب ہیں۔

مفسرین کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ ہاروت و ماروت بابل کے دو سریانی النسل بادشاہ ہیں[1]۔ (روح المعانی ج ا ص ۳۰۸ وخازن)

یہ لوگوں کو سحر کی تعلیم دیتے تھے اور اس کے استعمال سے منع بھی کرتے اور کہہ دیتے تھے کہ ہم اور ہماری تعلیم سحر ایک فتنہ ہے تم اسے بیجا اور غلط استعمال کر کے خلق اللہ کو ایذا نہ پہنچانا اور کفر کے مرتکب نہ ہونا۔

---

[1] ہاروت و ماروت کے وزن پر قرآن حکیم میں ہمیں دو نام اور ملتے ہیں ایک طالوت اور دوسرا جالوت یہ دونوں بادشاہوں کے نام ہیں اول الذکر مومن ہے جس کو اللہ پاک نے موخر الذکر کافر اور اس کی قوم عمالقہ سے جنگ کرنے کے لیے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ اسی طرح عبرانی زبان میں اور الفاظ بھی اس وزن پر ملتے ہیں۔ لہٰذا کچھ مستبعد نہیں کہ ہاروت و ماروت بھی بادشاہوں کے نام ہوں اور دنیا کو مضرت سحر سے بچنے کے لیے سحر کی تعلیم دیتے ہوں جس طرح آج کل میڈیکل کالجوں میں طرح طرح کے زہروں اور سمیات کی تعلیم دیجاتی ہے اور ملٹری کالجوں میں قسم قسم کے مہلک گیس اور گلا گھونٹنے والے، اندھا کرنے والے مادّوں سے واقف کیا جاتا ہے۔ اور سائنس کالجوں میں مسمریزم وغیرہ اعمال پڑھائے اور سکھائے جاتے ہیں تاکہ لوگ ان سے واقف و باخبر رہیں اور مضرت سے بچیں۔ (دیکھو تفسیر الجواہر طنطاوی جوہری)

اس عہد میں عام طور پر لوگوں کو ساحروں سے حسن اعتقاد تھا ورنہ کم از کم ان کی مضرت سے بچنے کے لیے اُن کو نظرِ احترام تو ضرور دیکھتے تھے۔ یہ دونوں بادشاہ چونکہ بذات خود نیک اور نیکوکار تھے عام ساحروں کی طرح موذی اور ضرر رساں نہ تھے سحر کو صرف ایک فن کی حیثیت سے سکھلاتے تھے۔ جیسا کہ ان کی تنبیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں حسن شمائل کے ساتھ فرشتہ صورت بھی تھے۔ اس لیے لوگ ان کو فرشتہ سمجھتے اور کہتے تھے۔ اسی بنا پر مشہور قرأۃ میں انہیں مَلَک سے تعبیر کیا گیا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کی وجہ سے زنان مصر کی زبان میں قرآن نے انہیں اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور اُنزل سے وحی یا الہام کے طور پر نازل کرنا مُراد نہیں بلکہ یہ لفظ یہاں محض پیدا کرنے یا دینے کے معنی میں مستعمل ہے اور یہ خود قرآن کا استعمال ہے ملاحظہ ہو۔

۱۔ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ۔ تمہارے لیے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے نازل کیے یعنی پیدا کیے۔

۲۔ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ اور ہم نے لوہا نازل کیا جس میں سخت قوت کا سامان ہے یعنی پیدا کیا

۳۔ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا۔ اللہ پاک آسمان سے تمہارے لیے رزق اُتارتا ہے یعنی دیتا ہے

۴۔ (وفی الحدیث) مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ اِلَّا وَلَهٗ دَوَاءٌ۔ حدیث میں آتا ہے۔ اللہ پاک نے جو مرض نازل کیا ہے۔ اس کے لیے علاج بھی نازل کیا ہے یعنی پیدا کیا ہے۔

۵۔ وکما یقال انزل اللہ الخیر والشر اور کہا کرتے ہیں خدا نے خیر و شر سب خود نازل کیا یعنی پیدا کیا۔

بہرحال معلوم ہوتا ہے کہ بابل سحر اور تعلیم سحر کا مرکز تھا، وہاں اکثر و بیشتر تو بدباطن شیاطینِ جن و انس خود بھی سحر کرتے تھے اور لوگوں کو بھی سکھلاتے تھے اور کچھ ایسے نیک نفس لوگ بھی تھے جو صرف سحر کی مضرت سے بچنے اور خلق اللہ کو حقیقتِ سحر سے آگاہ کر کے ساحرین کے پنجہ سے چھڑانے کے لیے سحر کی تعلیم دیتے اور کہہ دیتے کہ دیکھو بیجا اور بے محل استعمال کر کے کفر کے مرتکب نہ ہونا۔ مگر ان شیاطین کی خباثت دیکھیے کہ مرورِ ایام کے بعد ان کے تعلیم کردہ جادو کو بھی اپنی تعلیم میں شامل کر لیا اور اُن کے

تقدس اور نیکی اوصاف سے سحر کی ترویج میں بالکل ناجائز فائدہ اُٹھایا اُن کی تعلیم کو سند صحت کے طور پر پیش کیا۔

اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ ہاروت و ماروت حقیقت میں دو فرشتے ہیں جن پر بابل میں سحر نازل کیا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں سحر و صابئیت کا استیلاء عالم پر نہایت شدید تھا ساحر اعمال نجوم کواکب کی تاثیرات اور ارواح طیبہ و خبیثہ کے اعمال کی جانب منسوب کر کے اس کی حقیقت کو لوگوں سے مخفی رکھتے تھے اور لوگ اس کو معجزہ و کرامت یا علوم باطنیہ الٰہیہ میں سے سمجھ کر قبول کر لیتے اور جادوگروں کو بنظر احترام دیکھتے ورنہ کم از کم ناراضگی اور ایذا رسانی سے خائف ہو کر ان کی اطاعت کرتے تھے۔ لہٰذا ایک طرف اللہ پاک نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بھیجکر صابئیت کا طلسم توڑا، بت پرستی و کواکب پرستی کی بیخ کنی، دوسری طرف ان دونوں فرشتوں کے ذریعہ دنیا کو سحر کی حقیقت اور اس کی خباثت سے آگاہ کیا مگر ساتھ ہی یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ سحر کو سیکھ کر احتراز واجتناب کرنے کے بجائے خود ہی اس میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اس لیے وہ تعلیم سے پہلے تنبیہ کر دیتے تھے

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَۃٌ فَلَا تَکْفُرْ ہم اور ہماری تعلیم سحر تمہارے لیے ایک فتنہ ہے تم اس سے کافر نہ ہو جانا۔

یا یوں کہیے کہ اللہ پاک کو اپنے بندوں کی آزمائش مطلوب تھی اس لیے سحر یا سحر کی قسم سے کوئی چیز اپنے فرشتوں پر نازل کی اور اُن سے کہہ دیا کہ دیکھو ہر شخص کو تعلیم سے پہلے اسکی حقیقت سے آگاہ کر دینا چنانچہ وہ کہہ دیتے :-

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَۃٌ فَلَا تَکْفُرْ ہم تو صرف آزمائش کے لیے ہیں، تم ہم سے سحر سیکھ کر کافر نہ ہو۔

بہرصورت بابل میں فرشتوں پر سحر نازل کیا گیا خواہ حقیقت سحر سے آگاہ کرنے کے لیے خواہ آزمائش وابتلاء کے طور پر بابل کی مذکورہ بالا تاریخی حیثیت سمجھ لینے کے بعد بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے کہ بابل کو اس مقصد کے لیے انتخاب کرنا صرف اس بناء پر ہے کہ وہ سحر و صابئیت کا مرکز تھا اور دنیا میں سحر و

صابئیت وہیں سے پھیلی۔

ہاروت وماروت اور مشہور افسانہ اور چاہِ بابل کی حقیقت

باقی رہا ہاروت وماروت اور زہرہ کا مشہور حیا سوز قصہ، چاہِ بابل اور اس میں ہر دو فرشتوں کے الٹا لٹکنے اور اسی حالت میں سحر کی تعلیم دینے کی داستان سو اس کے متعلق ہم اپنی زبان سے کچھ نہیں کہنا چاہتے ہمارے بعض محترم اس بارے میں ہم سے ناراض ہیں ہم صرف علامہ آلوسی کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔ علامہ موصوف اس قصہ کی ایک چیستاں کی قسم کی تاویل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

"جو کوئی حقیقۃً اس قصہ کو صحیح کہتا ہے اور اسی صورت پر اس کو تسلیم کرتا ہے وہ حدِ جواز سے تجاوز کرتا ہے غلط کہتا ہے اور درحقیقت سحر کا ایک ایسا دروازہ کھولتا ہے جو مُردوں کو ہنسانے والا اور زندوں کو رُلانے والا ہے اور وہ اسلام کے مقدس اور پاک جھنڈے کو پامال و سرنگوں کرتا ہے اور کفر و شیطنت کی طاقتوں کو رفعت دیتا ہے (العیاذ باللہ)"

آگے چل کر علامہ موصوف "دومۃ الجندل" کی ایک عورت کی داستان جس نے بابل کے کنویں پر جا کر ہاروت و ماروت سے حیا سوز طریق پر سحر سیکھا تھا، نقل کر کے اس کی تردید فرماتے ہیں اور ان ناقلین کی غلط کوشی پر ماتم کرتے ہیں جنہوں نے بے سوچے سمجھے اسرائیلیات کی اس خرافات کو کلام اللہ کی تفسیر اور کتب اسلامیہ میں نقل کیا۔

"یہ اور اس قسم کے قصے جن کو مفسرین اس سلسلہ میں بیان کرتے ہیں عقلاء اُن پر ہرگز اعتماد نہیں کرتے اور اس جیسی غیر معروف دومۃ الجندل کی عورت کے نامعقول بیان کی تردید و تکذیب اس سے بہتر ہے کہ ایسی حکایات کو قبول کر کے عقل انسانی کی پیشانی پر بدنما داغ لگایا جائے جن کے متعلق رب الخلائق کے رسولِ کریم کی جانب سے ایک لفظ بھی بنقل صحیح ثابت نہیں۔"

اور کیا اچھا ہوتا کہ اسلامی تصانیف اس قسم کے خرافات سے پاک ہوتیں۔ جن کو ایک صاحبِ عقل و

...ش انسان بدخوابیوں کے درجہ میں بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا" (روح المعانی ج ا ص ۳۴۰)

بہرحال قرآن کریم کا بیان اس قسم کی خرافات سے بالکل منزہ ہے۔ آیت کریمہ کی جو بھی تفسیر ...جائے اس کے لیے اس قصہ کی ہرگز ضرورت نہیں۔ مان لیجیے کہ جمہور کی رائے کے مطابق ...شتے ہی تعلیم سحر کے لیے مقرر کیے گئے اور ان پر سحر نازل کیا گیا مگر اس کی یہ صورت ہرگز نہیں ہو سکتی ...صرف یہ۔ اس قصہ کی اصل اسرائیلیات سے ہے اور صادق و مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ...ئی حدیث مرفوع اس کے متعلق وارد نہیں بلکہ یہ عصمت ملائکہ کے منافی ہے جو نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ اس بنا پر شہاب عراقی اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں جو اس قصہ کو سچا سمجھے اور اس پر ...عتقاد رکھے۔

...بض الشھاب العراقی علی ان من اعتقد ...ئی ھاروت و ماروت انھما ملکان یعذبان ...لی خطیئتھما مع الزھرۃ فھو کافر باللہ ...لعظیم فان الملائکۃ معصومون لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون لا یستکبرون عن عبادتہ ولا یستحسرون یسبحون اللیل والنہار لا یفترون، والزھرۃ کانت یوم خلق اللہ السموٰات والارض والقول بانھا تمثلت لھما فکان ما کان وردت الی مکانھا غیر معقول ولا مقبول۔

شہاب عراقی تصریح کرتے ہیں کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں اور زہرہ کے ساتھ ملوث ہونے کی وجہ سے ان پر (چاہ بابل میں) عذاب ہو رہا ہے وہ اللہ رب العالمین کے ساتھ کفر کرتا ہے۔ اس لیے کہ فرشتے معصوم ہیں اللہ کے حکم سے نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔ اللہ کی عبادت سے انکار نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں رات دن تسبیح و تہلیل کرتے ہیں اور نہیں تھکتے۔ اور زہرہ جس دن سے اللہ نے آسمان و زمین پیدا کیا ہے اسی روز سے موجود ہے اور یہ کہنا کہ وہ ایک عورت کے بھیس میں ان دونوں کے پاس آئی اور مزعومہ واقعہ پیش آنے کے بعد اپنی جگہ چلی گئی۔ مردود اور ناقابل قبول قول ہے۔

ہاروت وماروت اور زہرہ کے سلسلہ میں مفسرین ایک مرفوع روایت اور متعدد صحابہ کے آثار بطور سند نقل کیا کرتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان روایات کے متعلق مشہور محدث ومفسر حافظ ابن کثیر کی تحقیق پیش کردیں اور اسی پر اکتفا کریں۔

مرفوع روایت کی تخریج اور سند پر کلام کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

واقرب ما یکون فی ھذا انہ من روایۃ عبداللہ بن عمر عن کعب الاحبار لاعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس روایت کے متعلق قریب تر تحقیق یہ ہے کہ یہ مرفوع روایت نہیں بلکہ عبداللہ بن عمر کا اثر ہے جو کعب احبار سے انہوں نے روایت کیا ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

پھر اس دعوے کو محدثانہ انداز میں ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

فدار الحدیث ورجع الی نقل کعب الاحبار عن کتب بنی اسرائیل

لہذا اس حدیث کا مدار اور مرجع کعب احبار کی روایت ہے جو وہ کتب بنی اسرائیل سے روایت کرتے ہیں۔

صحابہ اور تابعین کے آثار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

تابعین کی ایک جماعت، مجاہد، سدی، حسن بصری، قتادہ، ابوالعالیہ، زہری، ربیع بن انس اور مقاتل بن حیان وغیرہ سے ہاروت وماروت کے قصہ سے متعلق روایات مروی ہیں اور متقدمین ومتاخرین مفسرین کی ایک جماعت کثیر نے ان کو نقل بھی کیا ہے۔ مگر ان کی تمام تفصیلات کا مرجع اسرائیلی روایات ہیں کیونکہ اس بارے میں کوئی مرفوع صحیح الاسناد روایت صادق ومصدوق نبی معصوم علیہ السلام سے جن کا ہر لفظ وحی الٰہی ہے، ثابت نہیں۔ قرآن حکیم بھی بغیر بسط وتفصیل کے مجملاً اس قصہ کو بیان کرتا ہے۔ لہذا ہمیں صرف اس حصہ پر ایمان ویقین رکھنا چاہیے جو قرآن میں مذکور ہے" (ابن کثیر ج ۱)

زہرہ کا حسین عورت کی شکل میں آسمان سے اترنا۔ اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

فیہ غرابۃ جدًا (یہ بہت مستبعد ہے) اور اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک طویل اثر

ابن ابی حاتم سے نقل کرتے ہیں جس کی تصحیح حاکم نے کی ہے، اس میں تصریح ہے

وفی ذلك الزمان امرأة حسنها فی النساء اور اس زمانہ میں ایک عورت ایسی حسین تھی جیسے تمام سیارات

الحسن الزهرة فی سائر الكواكب۔ میں زہرہ۔

اس روایت میں اس عورت کا آسمان پر جانا اور ستارہ کی شکل میں تبدیل ہونا بھی مذکور نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلیات کی اس روایت میں زہرہ ستارہ کا زمین پر اترنا یا کسی حسین عورت کا زہرہ کی شکل مسخ ہو کر آسمان پر چلا جانا صرف افسانہ سازوں کی رنگ آمیزی اور حاشیہ آرائی ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

فهذا اقرب ما روی فی شان الزهرة زہرہ کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اس میں یہی زیادہ اقرب

والله اعلم۔ بصواب معلوم ہوتا ہے۔ اور خدا بہتر جانتا ہے۔

غرض اس داستان کو مشکوٰۃ نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صرف یہود کی مخترعہ روایات میں سے ایک روایت ہے جن کا محبوب مشغلہ انبیاء و ملائکہ پر بہتان تراشی اور افترا پردازی ہے

چاہ بابل | مفسرین ہی ہاروت و ماروت کے قصہ میں چاہ بابل کا ذکر کرتے ہیں، ورنہ جدید و قدیم کتب تاریخ اس کے ذکر سے خالی ہیں صرف "مسعودی" مروج الذہب میں بابل کے حالات میں لکھتے ہیں۔

"اس بستی میں ایک گہرا کنواں ہے جو چاہ دانیال نبی علیہ السلام کے نام سے مشہور ہے یہود و نصاریٰ سال کے مختلف حصوں میں اپنی عیدوں کے مواقع پر یہاں زیارت کے لیے آتے ہیں۔ جب انسان اس بستی میں آتا ہے تو اسے بہت سے ٹوٹے پھوٹے کھنڈرات اور منہدم عمارات کے عظیم الشان نشان نظر آتے ہیں جو اب ٹیلوں کی شکل میں باقی رہ گئے ہیں بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس کنویں میں ہاروت و ماروت فرشتے ہیں جن کا ذکر قرآن میں اللہ پاک نے اس بستی کے ساتھ فرمایا ہے۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس کنویں کے متعلق یہ خیال کہ اس میں ہاروت ماروت مقید ہیں اسی با
قصہ کی پیداوار ہے جو اسرائیلی اور ایرانی کہانیوں سے ماخوذ اور ہر ملک و زبان میں مشہور ہے
یہ بھی یاد رہے کہ جادوگر حضرت سلیمان کی طرح دانیال نبی علیہ السلام کی جانب بھی سحر کو منسوب
فرماتے ہیں۔

حران | بھی بابل کی طرح صابئیت کا قدیم مرکز ہے اور جس طرح عراق میں بابل سب سے پہلا اور
قدیم شہر ہے اسی طرح شام میں حران سب سے پہلا اور پرانا شہر ہے بلکہ ابن الفقیہ کی روایت کے
مطابق تو حران بابل سے بھی پہلے آباد ہوا ہے۔ (ابن الفقیہ ص ۱۹۶ بحوالہ دائرۃ المعارف)

عراق کی طرح شام و مصر میں بھی اس زمانہ میں سیارات اور ارواح کی پرستش ہوتی تھی
اور کسدانیین وہاں آباد تھے حافظ ابن کثیر تاریخ میں لکھتے ہیں:۔

حران اس زمانہ میں کسدانیین کے زیرنگین تھا۔ اسی طرح ارض جزیرہ اور تمام ملک شام بھی اور یہ سب لوگ قولاً و عملاً سیاراتِ سبعہ کی پرستش کرتے تھے۔ اسی لیے دمشق کے قدیم دروازوں میں سے ہر دروازہ پر ایک ستارہ کا بت تھا، ہر ایک کے نام سے عیدیں مناتے اور قربانیاں پیش کرتے تھے۔ اسی طرح تمام حرانی ستاروں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔

"حرانیین" صابئہ کا ایک خاص فرقہ ہے جو صابئہ سے عقائد میں کچھ تھوڑا سا اختلاف رکھتا
ہے۔ حرانیین کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ لوگ بڑی حد تک بت پرستی سے بچے ہوئے ہیں۔
مورخین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں حران کا بھی ذکر کرتے ہیں حالانکہ
یہ صحیح نہیں چنانچہ حافظ ابن کثیر ارض بابل کو ابراہیم علیہ السلام کا مولد بتلاتے اور فرماتے ہیں۔
ھذا ھو الصحیح المشھور عند اھل السیر والتواریخ والاخبار وصحح ذلک الحافظ ابن عساکر

وقال والصحیح انہٗ ولد ببابل۔

پھر وہاں سے منتقل ہوکر حران (شام) میں آئے۔ فرماتے ہیں:۔

حضرت براہیم اپنے متعلقین کو علاقہ کسدان سے لے کر علاقہ کنعان میں آئے اور یہ ملک بیت المقدس ہے۔ انہوں نے کچھ دن حران میں قیام کیا۔ قرآن حکیم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے (کما تقدم) اور تورات کے سفر تکوین سے بھی حضرت ابراہیم کا عراق سے مصر و شام کی طرف سفر کرنا ثابت ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔ (باقی)

مصباح الفرقان فی لغات القرآن

اس کتاب میں حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے پہلے لفظ پھر اُس کے معنی اور پھر تیسرے خانہ میں الفاظ کے متعلق صرفی و نحوی معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ لفظ اگر فعل ہے تو اُس کا مادۂ اشتقاق اور اصل باب اور اگر وہ اسم ہے تو مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد، یہ چیزیں تو ہر لفظ کے ساتھ باالتزام اور اُن کے علاوہ جگہ بجگہ دوسری مفید باتیں بھی بیان کردی گئی ہیں۔ انبیائے کرام کے جہاں جہاں نام آئے ہیں اُن کے حالات مختصراً بتائے گئے ہیں۔ یہ کہنا بے مبالغہ ہے کہ اُردو زبان میں لغات القرآن پر اب تک کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ کتاب عام طلبہ اور ان انگریزی داں اصحاب کے لیے بہت مفید ہے جو صرف قرآن مجید کے ترجمہ پر ہی اکتفا کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہر لفظ کے معنی کے ساتھ اس کا مادۂ اشتقاق اور صیغہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کتاب $\frac{20 \times 26}{4}$ کی بڑی تقطیع پر شائع ہوئی ہے۔ طباعت و کتابت عمدہ اور دیدہ زیب ہے۔ قیمت للعہ خریداران رسالہ برہان سے عہ۱۲

"مینجر مکتبہ برہان قرول باغ، نئی دہلی" سے طلب فرمائیے۔